

ترکی رہنما نجم الدین اربکان کی شخصیت و خدمات

ترکی میں تحریک احیاء اسلام کے بانی، داعی اور نقیب پروفیسر نجم الدین اربکان (Necmettin Erbakan) نے ۲۷ فروری کو ۸۵ سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ انکی پیدائش (۲۹ اکتوبر ۱۹۲۶ء) سے دو سال پہلے ترکی میں عثمانی خلافت کا خاتمہ کیا جا چکا تھا، چنانچہ انہوں نے ایک عہد کو دم توڑتے ہوئے دیکھا۔ اللہ نے انہیں ایک نئے دور کے معمار ہونے کی سعادت بخشی، انہوں نے اس مذہب بیزانظریہ حکومت کو چیلنج کرنے کا حوصلہ کیا اور اپنی آنکھوں سے اس جدوجہد کو کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہوئے دیکھ لیا، وہ صحیح معنوں میں ایک عہد ساز شخصیت کے مالک تھے، اگر ان کے فکری ارتقاء کا تجزیہ کیا جائے تو یہ حقیقت ابھر کر سامنے آتی ہے کہ اپنے عظیم ورثہ سے محرومی کے شدید احساس اور اس کی بازیافت کی تڑپ نے ان کی شخصیت کی تعمیر و تشکیل میں اہم کردار ادا کیا تھا اور وہ اس ماضی کی روشن روایتوں کے امین تھے۔ جس کے آخری نشانات کو بھی ترکوں کے ذہن و دماغ سے کھرچ پھینکنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی، چنانچہ جب انکے انتقال پر ترکی کے مشہور روزنامہ حریت کے تجزیہ نگار نے ان کو عثمانی شرافت کا مجسمہ قرار دیا تو وہ غالباً ان کی شخصیت کے اسی پہلو کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔

پروفیسر نجم الدین اربکان نے نئے ماحول اور نئے تقاضوں کے تحت تعلیم حاصل کی لیکن اسلام سے وابستگی جو ابتدائی تربیت کی دینی تھی اسی طرح ان کی شخصیت میں رچ بس گئی تھی کہ کوئی اور تک اس رنگ پر غالب نہ آسکا، وہ ایک کامیاب انجینئر اور سائنس دان، ماہر تعلیم اور اعلیٰ درجہ کے سیاست داں تھے، انہوں نے استنبول ٹیکنیکل یونیورسٹی (ITU) سے ۱۹۴۸ء میں ماسٹرس کی ڈگری حاصل کی۔ اعلیٰ تعلیم کیلئے جرمنی گئے اور ہاں آخن یونیورسٹی Aachen University سے انہیں پی ایچ ڈی تفویض ہوئی، انہوں نے کچھ دنوں جرمنی کی وزارت دفاع میں بھی کام کیا۔ وہ اس ٹیم میں چیف انجینئر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے جس نے جرمنی کا مشہور ٹینک لیوپارڈ (Leopard) ڈیزائن کیا تھا۔ جرمنی سے واپسی کے بعد وہ بعض صنعتی اداروں سے وابستہ رہے، کئی مصنوعات کی ایجاد کا سہرا بھی ان کے سر ہے، انہوں نے اس دوران جیمیرس آف کامرس کے صدر کی حیثیت سے بھی کام کیا۔ تدریسی کیریئر کا آغاز انہوں نے استنبول ٹیکنیکل یونیورسٹی سے کیا جہاں ان کو ۱۹۶۵ء میں پروفیسر مقرر کیا گیا۔ ترکی کی سائنسی اور صنعتی ترقی میں جس پر جدید ترکی کی معاشی خوشحالی کا دارومدار ہے، ان کا کردار بہت اہم رہا ہے، لیکن ان کا اصل کارنامہ ترکی میں احیاء اسلام کے لئے ان کی ناقابل فراموش خدمات ہیں۔ مصطفیٰ کمال پاشا اور ان کے جانشینوں نے ترکی میں جس سیکولر معاشرہ کی

تعمیر و تشکیل کی تھی اس کا خیر مذہب بیزاری اور اسلام دشمنی سے اٹھایا گیا تھا، اس میں اسلام سے وابستگی کا اعتراف و اظہار جرم کی حیثیت رکھتا تھا، ایسے ماحول میں اسلام کی احیاء کی بات کرنا اور اس کے لئے جدوجہد کرنا آسان نہیں تھا۔ اسی ناممکن کو ممکن بنانے کی جدوجہد سے ان کی زندگی عبارت تھی، عالم اسلام میں آج ترکی کو ایک قائدانہ مقام حاصل ہے، عالم عرب کی موجودہ صورتحال کے تناظر میں ترکی کا نام ایک ماڈل کی حیثیت سے لیا جا رہا ہے، اس مقام و مرتبہ تک پہنچنے میں ترکی سب سے زیادہ اسی بطل جلیل کا مہر ہون منت ہے۔

تعلیم و تدریس اور سائنس و ٹیکنالوجی کے میدان میں اپنی مصروفیات اور اکتسابات کے باوجود وہ ملک میں پائی جانے والی صورتحال اور اس کی اصلاح کی ناگزیر ضرورت سے غافل نہیں رہے، طویل غور فکر کے بعد انہوں نے احیاء اسلام کے مقصد سے ایک لائحہ عمل تیار کیا اور اپنی پوری زندگی اس کو عملی جامہ پہنانے میں گزار دی، اس سلسلہ میں عملی اقدام کا آغاز انہوں نے ۱۹۶۹ء سے کیا۔ اسی سال انہوں نے ایک آزاد امیدوار کی حیثیت سے پارلیمنٹ کے الیکشن میں حصہ لیا اور رکن پارلیمن منتخب ہوئے۔ اسی سال انہوں نے ملکیو روس (Milli Gorus) یا ملی نقطہ نظر کے نام سے وہ منشور شائع کیا، جس نے نہ صرف ملک کے اندر بلکہ ملک سے باہر آباد ترکوں کے ذہن و دماغ پر گہرے اثرات مرتب کئے ہیں۔ ملی گورس نے دراصل ایک تحریک کی صورت اختیار کر لی تھی اور ملک سے باہر خاص طور پر جرمنی میں آباد ترک باشندے آج بھی بڑی تعداد میں اس سے وابستہ ہیں، اس تحریک کے ذریعہ کئی ایسے ادارے وجود میں آئے جو خدمت خلق کے میدان میں قابل قدر خدمات انجام دیتے رہے ہیں، لیکن اس تحریک کے ذریعہ پروفیسر اربکان جو بنیادی مقصد حاصل کرنا چاہتے وہ یہ تھا کہ ترکی کی سیاسی زندگی میں اسلام کیلئے جگہ پیدا کی جائے۔ اس میں قوم اور ثقافت کے الفاظ دراصل اسلام کیلئے استعمال کئے گئے تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ ترکی کی سیاست میں اسلام کا استعمال غیر قانونی تھا، اس میں اخلاقی تعلیم کے ساتھ ساتھ صنعتی اور معاشی ترقی پر بہت زور دیا گیا تھا، ترکی میں اسلام کے خلاف جو کچھ ہوا تھا وہ مغربی افکار اور نظریات کے زیر اثر ہوا تھا۔ اس لئے فطری طور پر اس میں مغرب مخالف جذبات کا پرتو نمایاں تھا۔ ترکی میں اسلامی سیاسی پارٹی کا قیام پروفیسر اربکان کی اولیات میں شامل ہے۔ انہوں نے نصف صدی پر محیط اپنی سیاسی زندگی میں متعدد پارٹیاں بنائیں۔ ۱۹۷۰ء میں انہوں نے ملی نظام پارٹی کے نام سے اپنی پہلی سیاسی پارٹی بنائی اس کے بعد ملی سلامت پارٹی، رفاه پارٹی اور آخر میں سعادت پارٹی بنائی۔ سعادت پارٹی کے علاوہ باقی تمام پارٹیاں مختلف اوقات میں ممنوع قرار پاتی رہیں، کئی بار ان کے اوپر سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینا پر پابندی لگائی گئی۔ ۱۹۹۶ء میں رفاه پارٹی پارلیمنٹ میں سب سے بڑی پارٹی کی شکل میں منتخب ہوئی اور پروفیسر نجم الدین اربکان وزیر اعظم مقرر ہوئے اور اس طرح انہوں نے ایک نئی تاریخ رقم کی، لیکن ان کی اسلامیت فوج کیلئے ناقابل برداشت قرار پائی اور محض ایک سال بعد انہیں اپنے عہدے سے دست بردار ہونا پڑا۔ ان کی پارٹی ممنوع قرار پائی اور ان کے سیاست میں حصہ لینے پر پابندی عائد کر دی گئی، اپنی مختصر حکومت کے دوران انہوں نے اپنے نظریات (بقیہ ص ۵۴ پر)